درس ختم بخاری
بزبان
حضور شیخ اعظم اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و تلخیص
مولانا شبیر احمد راج محلی
ناشر
ابوالفیض راج محلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# درس ختم بخاری

بزبان

## حضور شیخ اعظم اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

(متولد:۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء متوفی:۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء)

ترتیب وتلخیص

مولانا شبیر احمد راج محلی

نظر ثانی

حافظ وقاری شجیر الدین راج محلی

پروف ریڈنگ

حافظ ومولانا نیر عالم جامعی

**ناشر**

ابوالفیض راج محلی

مٹیال، راج محل، صاحب گنج۔جھارکھنڈ



## ضروری وضاحت

یہ تحریر ویڈیو کلپ سن کر لکھی گئی ہے اس سبب کہیں کہیں مائک کی آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے کئی جملے مکمل سمجھ نہیں آئیں ہیں اس لیے وہاں اندازاً جملے (مرتب نے) بڑھا کر لکھا ہے یا ترک کردیا ہے۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جس ویڈیو کلپ سے درس ختم بخاری شریف کو نقل کیا جارہا ہے یہ درس **حضور پیر طریقت راہبر راہ شریعت شہزادۂ سرکارِ کلاں علامہ و مولانا سید شاہ اظہار اشرف مصباحی اشرفی الجیلانی المعروف شیخ اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ** نے کثیر علمائے کرام ومشائخین عظام کی موجودگی میں بموقع عرس مخدوم اشرف سمنانی ۲۰۰۶ء بمقام مولانا احمد اشرف ھال کچھوچھہ مقدسہ ضلع امبیڈکر نگر یوپی میں دارالعلوم جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کے طلبہ کو دیا تھا۔ساتھ ہی جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کی شاخ ''دارالعلوم اہل سنت علی حسن'' انیس کمپاؤنڈ، ساکی ناکہ کرلا ممبئی میں بھی حضور **شیخ اعظم** علیہ الرحمہ نے ختم بخاری شریف کا درس کئی بار دیا ہے وہاں کی بھی ایک ویڈیو سے تحریر میں مدد لی گئی ہے۔

## درس ختم بخاری شریف

چناں چہ حضور شیخ اعظم اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اولاً حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی:

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔

(بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ۔حدیث ۷۵۶۳)

پھر آپ نے فرمایا: آج مجھے دس سال ہو گئے (یہاں جامع اشرف میں درس ختم بخاری شریف دیتے ہوئے) اور میں (اس سے قبل) امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وسوانح) کے سلسلے میں (بہت کچھ) بتا چکا ہوں۔ اور اب وقت بھی کم ہے (اس لیے دیگر) چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

## حدیث کی تعریف

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ حدیث کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ویسے تو عموماً) سرکار دو عالم ﷺ کے قول، فعل، اور عمل کو حدیث کہتے ہیں۔ مگر سنو! رسول ﷺ کھڑے ہو جائیں تو حدیث، رسول ﷺ بات کریں تو حدیث، رسول ﷺ مسکرائیں تو حدیث، رسول ﷺ فرمائیں تو حدیث، رسول ﷺ چلیں تو حدیث۔

پھر فرماتے ہیں: کسی کی زندگی ایسی نہیں ملتی کہ: جس کا رات کو سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، رکارڈ کیا جائے۔ مگر نبی کریم ﷺ کی زندگی (ایسی ہے کہ) اگر نبی کریم ﷺ مسکرا اٹھے تو صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے) اس مسکراہٹ کو اپنے سینے میں جمع کر لیا اور فرمایا: **تبسم رسول اللہ ﷺ**۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکرایا۔

تو معلوم ہوا کہ (رسول اکرم ﷺ کی) ہر ادا کو صحابہ کرام نے جمع کیا۔

## ضرورت حدیث

لیکن ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن اترا نبی کریم ﷺ پر اور قرآن میں ہے: تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل آیت ۸۹) قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو اور قرآن کتاب مبین ہے، روشن ہے۔

تو سوال یہ ہوتا ہے کہ جب (قرآن) روشن ہے! تو حدیث کی ضرورت کیا



ہے؟ قرآن تو روشن ہے، ایک روشن چیز کو سمجھنے کے لیے پھر روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر آپ کے یہاں لائٹ ہے اور روشن ہے تو کوئی ٹارچ سے نہیں دیکھے گا، کوئی روشنی لا کر نہیں دیکھے گا، آپ نے دیکھا ہوگا کہ شادیوں میں لکھا ہوتا ہے لمبا لمبا ’**اھلاً و سھلاً مرحبا**‘ یا پھر ویلکم۔ تو اس میں جو حروف ہوتے ہیں وہ روشن ہوتے ہیں اور اس کو دیکھنے کے لیے کسی ٹارچ کی ضرورت نہیں ہوتی، کسی (دوسری) روشنی کی ضرورت نہیں تو جب قرآن روشن ہے پھر حدیث کی ضرورت کیا؟ تو اب بتانا پڑے گا کہ تم غلط کہہ رہے ہو کہ (ایک) روشن چیز کو دیکھنے کے (دوسری) روشنی کی ضرورت نہیں۔ (ذرا غور تو کرو!) یہاں ساری کائنات دیکھو روشن ہے، مگر (کوئی) اندھا ہوگا تو روشنی ہے مگر نظر نہیں آئے گی۔

تو معلوم ہوا کہ روشن چیز کو دیکھنے کے لیے آنکھوں کے نور کی ضرورت ہوتی ہے تو قرآن کو سمجھنے کے لیے خدا کے نور (محمد ﷺ) کی ضرورت ہے۔ اگر نبی (کریم ﷺ) کا نور ہے سینے میں تو (قرآن سمجھ میں آئے گا) یہی وجہ ہے کہ ایک قرآن پڑھ کر گمراہ ہوتا ہے اور ایک قرآن پڑھتا ہے تو اسے سیدھی راہ ملتی ہے۔ (يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۶)

معلوم ہوا جو نبی کا وفادار ہوتا ہے (اور نبی کریم ﷺ کی محبت سے اس کا دل پر نور ہوتا ہے) تو وہ قرآن سمجھتا ہے اور جو نبی کریم ﷺ کا وفادار نہیں ہوتا وہ قرآن نہیں سمجھتا۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰) بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (کنزالایمان)

اب کوئی بندہ کہے اے اللہ! تو نے نبی (کریم ﷺ) کو بھیجا (بات آ گئی تو عرض کروں کہ) اے اللہ! تو قادر مطلق ہے تجھے کیا ضرورت ہے نبی کی؟ تجھے کیا

ضرورت ہے رسول کی؟ تو قادر مطلق ہے اگر تو چاہتا تو اپنی معرفت سب کے دلوں میں ڈال دیتا حدیث کی ضرورت نہ ہوتی، نبی کی ضرورت نہ ہوتی، مگر اے میرے مولا! تو قادر مطلق ہونے کے باوجود بھی نبی بھیجا؟ خدا کہے گا: اے میرے بندے! تو نہیں دیکھتا کہ مجھے پسند کیا ہے! اے میرے بندے! تو میری قادریت کو دیکھ رہا ہے مگر میری پسند کو نہیں دیکھ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی پسند ہی یہی ہے۔ (کہ اللہ کی معرفت بندوں کو اللہ کے محبوبین کے وسیلے سے ہو)۔

## بندگی کا کمال

اور سن لو بندگی کا کمال بتانا چاہتا ہوں! کمالِ بندگی (سمجھنا ہے تو سنو!) شیطان معلم الملکوت تھا مگر بندہ نہیں تھا، عبادت نہیں کرتا تھا (ظاہر ہے جو عبادت اللہ کو پسند نہیں وہ عبادت کہاں ہے) جب اللہ تعالیٰ نے کہا: اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (سورۃ البقرہ ۳۴) سجدہ کرو آدم (علیہ السلام) کو۔ اور سنو! یہ سجدہ (حضرت آدم (علیہ السلام) کا نہیں تھا بلکہ درحقیقت نور مصطفیٰ ﷺ کا سجدہ تھا۔

اس (شیطان) نے سجدہ نہیں کیا، (جب کہ وہ) خدا کی بارگاہ میں جھک رہا تھا مگر کمال بندگی کو نہیں پہنچ سکا، خدا کے آگے جھک رہا تھا مگر جب اللہ نے کہا آدم کو سجدہ کرو تو وہ نہیں جھکا، اگر وہ سمجھتا کہ کون جھکا رہا ہے (تو وہ یہ نہیں سوچتا کہ) کس کے سامنے جھکا رہا ہے۔

تو معلوم ہوا کمال بندگی یہی ہے کہ رب جس کے سامنے جھکائے جھک جاؤ!

ایک بات اور سنو! شیطان عارف تھا (مگر عارف باللہ نہیں تھا) عابد تھا (لیکن عابد حقیقی نہ تھا) اور مولوی بھی تھا تو اب میں سوچنے لگا کہ مولوی تھا اور اب مجھے آپ کو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے (بلکہ مجھے کہنے دیجیے کہ) جب فرشتوں کو پڑھانے والا مولوی گمراہ ہوسکتا ہے تو آج کے مولوی میں گمراہی کیوں



پیدا نہیں ہوسکتی؟

معلوم ہوا مولوی تو گمراہ ہوسکتا ہے مگر عارف باللہ گمراہ نہیں ہوسکتا۔

یہ بندگی کا کمال ہے کہ جس کے آگے سر جھکانے کو کہا جائے اس کے آگے سر جھکا دو۔ اور اس کے لیے حدیث ہے ورنہ کیا ہوگا سنو!

## حدیث کی اہمیت

قرآن پاک میں ہے: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ: اور نماز قائم کرو! وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو! (سورۃ البقرہ آیت ۴۳) یعنی: سجدہ کرو، رکوع کرو، نماز پڑھو! اب سوال کروا ے اللہ! کیسے کریں! تو نے حکم دیا رکوع کر مگر طریقہ نہیں بتایا، سجدے کا حکم ہے مگر طریقہ نہیں۔ (تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اگر طریقہ بتادیتا تو پھر میرے محبوب کی اداؤں کو کون اپناتا! (تو اے میرے بندے! حکم میرا ہوگا طریقہ میرے محبوب کا ہوگا) اے میرے بندے! میرا محبوب کھڑا ہو جائے تو قیام ہے، جھک جائے تو رکوع ہے، اور زمین پر سر رکھ دے تو سجدہ ہے۔

منکرین حدیث کو میں چیلنج کرتا ہوں بغیر حدیث رسول ﷺ کے ایک نماز نہیں پڑھ سکتے ہو ورنہ پڑھ کر بتاؤ۔ قیامت کی صبح تک نہیں بتاسکتے۔

پھر یہ بھی یاد رکھو! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، نماز اس طرح پڑھو جیسا کہ مجھ کو نماز پڑھتا دیکھتے ہو۔

(بخاری شریف، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر، حدیث نمبر ۶۳۱)

نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: صلوا كما أُصَلِّي، نماز ایسا پڑھو جیسا کہ میں پڑھتا ہوں، بلکہ فرمایا: جیسا مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو ویسی نماز پڑھو! مثلاً میں تم سے کہوں: بات ایسی کرو جیسی میں کرتا ہوں، گفتگو ایسی کرو جیسی میں کرتا ہوں، تم چلو ایسا جیسا کہ میں چلتا ہوں، اب بتاؤ! کوئی ایسا ہے جو میری چال کی

نقل کرے اور میرا تصور نہ آئے؟ تو جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جیسا مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو ویسی نماز پڑھو! تو معلوم ہوا کہ حضرت صدیق (اکبر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی اداؤں کو دیکھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ تو جب تصور مصطفیٰ ﷺ سے حضرت صدیق (اکبر رضی اللہ عنہ) کی نماز ہو رہی ہے تو تصور مصطفیٰ ﷺ سے غلامان صدیق کی نماز کیوں نہ ہوگی!

معلوم ہوا کہ عبادت تو اللہ کی ہوگی مگر ادا محبوب خدا کی ہوگی۔ یعنی: ادائے مصطفیٰ ﷺ کو اپنانے کا نام عبادت ہے۔ یہ ہے حدیث اور اس کی اہمیت۔

## ضرورت حدیث کی مزید وضاحت

اور دیکھو! اور حدیث رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت کو سمجھو! اللہ تعالیٰ نے کہا: حج کرو! اب بندہ نے کہا: اے اللہ! ہم کس طرح حج کریں؟ جواب ملا: جیسا حج میرے مصطفیٰ ﷺ کریں ویسا حج کرو!

معلوم ہوا خدا کو یہ بھی گوارا نہیں کہ حج بھی بغیر رضائے مصطفیٰ ﷺ کے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا حج کرو! مگر کیسے ادا کریں! نہیں بتایا، اور اگر کوئی (منکر حدیث) قرآن مجید سے حج کرنے کا طریقہ بتا دے تو میں مان جاؤں!

معلوم ہوا کہ قرآن کا سمجھنا بغیر حدیث مصطفیٰ ﷺ کے ناممکن۔ تو حج ادا کرنا بھی بغیر حدیث مصطفیٰ ﷺ کے ناممکن، نماز کا ادا کرنا بھی بغیر حدیث مصطفیٰ ﷺ کے ناممکن۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حج کرو! اب بتاؤ! قرآن مجید میں کہیں ہے کہ حج کے لیے وقوف عرفہ شرط ہے؟ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عرفات میں ٹھہرو! اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: جب مغرب کا وقت ہو جائے تب چلو! اب سوال کرو اے اللہ! مغرب کے وقت میں تو تیرا آڈر ہے کہ نماز پڑھو! (اِنَّ



الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا. بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے (سورۃ النساء آیت ۱۰۳) اب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے چلو! تو اے اللہ ہم چلیں یا (نماز مغرب کے لیے) ٹھہریں؟ نبی کریم ﷺ تو فرماتے ہیں چلو! اور نماز اس وقت پڑھو جب مزدلفہ آجائے۔ اگر حج میں وقوف عرفہ نہ کیا، عرفات میں نہ ٹھہرا تو حج نہیں۔ اب ایسا مبارک مقام ہو اور نماز مغرب کا وقت ہو لیکن نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: چلو! اب چلنا ہی پڑے گا، اگر کوئی نہیں چلے تو دم دینا پڑے گا اگرچہ اس کی دم نکلے جائے، ارے بغیر نبی کریم ﷺ کی رضا کے تیری عبادت میں دم کیا ہوگا! عبادت میں دم تو ان کی توجہ سے ملا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چلو! اب چل کر مزدلفہ گئے، اب جب مزدلفہ آگئے تو اب نماز مغرب اور عشاء دونوں پڑھنا ہے۔ ارے بھائی بتاؤ! ایسا ہوتا ہے کہ نہیں! لاکھوں کا کروڑوں کا مجمع ہوتا ہے چلتے چلتے پہنچتے پہنچتے عشاء کا وقت ہو جاتا۔ اب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں مغرب اور عشاء دونوں پڑھ لو! اے اللہ! قانون تو یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھے تو قضا پڑھنی ہوگی، بتاؤ میرے پیارے! عشاء کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھیں گے تو قضا پڑھیں گے کہ نہیں؟ عصر کے وقت میں ظہر کی پڑھیں تو قضا، ظہر کے وقت میں فجر کی پڑھیں تو قضا، معلوم ہوا جس نماز کا جو وقت ہے اس وقت ادا نہ کرے تو قضا۔ مگر یا رسول اللہ ﷺ! یہ مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں قضا ہوگی کی ادا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ادا ہوگی ادا! اور رب العالمین نے کہا: یہی تو میرے محبوب کی ادا ہے کہ قضا کو ادا سے بدل دیا۔ (اور میں نے اپنے محبوب کی رضا کے لیے قانون بدل دیا)

## حدیث کی اس قسم کو بھی جانو

آگے حضور شیخ اعظم اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ایک وہ حدیث ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں تو حدیث،(اسی طرح) کسی صحابی نے کوئی عمل کیا اور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ملاحظہ فرما کر) خاموش رہیں تو حدیث،(مختصر یہ کہ:) رسول بولیں تو حدیث،اگر خاموش رہیں تو حدیث،اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اسماء الرجال میں جو حدیث کی قسمیں بیان ہوئی ہیں اور(جو محدثین نے) کہا ہے کہ:یہ حدیث حسن ہے کہ ضعیف ہے،یہ مقطوع ہے کہ مرسل ہے،اسی طرح بہت سی قسمیں ہیں حدیث کی تو یہ(اصل میں) حدیث کی قسمیں نہیں ہے بلکہ یہ راویوں کی قسمیں ہیں۔(اور یہ محدثین نے اس وجہ سے بیان کیا ہے) تاکہ(پوری) دنیا(کے لوگوں) کو معلوم ہو جائے کہ ہمیں یہ حدیثیں کیسے ملی!(ضعیف راوی سے یا ثقہ راوی سے رہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات حسن ہے،ہر بات مضبوط ہے،ہر بات قوی ہے،ہر بات صحیح ہے۔

تو معلوم ہوا کہ روایوں کو سمجھانے کے لیے حدیث کو ضعیف و صحیح کہا جاتا ہے۔(نا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو)

اب توجہ چاہتا ہوں(اہل محفل کی کہ) صحابی نے کوئی عمل کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ کر خاموش رہے تو یہ حدیث ہے۔اور ایک ایسی صورت بتاؤں!(حدیث کی کہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں،مگر حدیث ہے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی صحابی کے عمل کو دیکھا نہیں اور خاموش نہیں رہے،تب بھی حدیث ہے۔وہ کونسی صورت ہے حدیث کی؟

(تو خوب اچھی طرح یاد رکھو!) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولے نہیں،خاموش نہیں رہے کسی صحابی کے عمل پر!مگر جانتے ہو کہ اگر نسبت رسول کو کوئی بیان کردے تو وہ بھی حدیث ہے۔ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرے تو وہ بھی حدیث ہے،ارے



پیارے!رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ(مبارک) کو دیکھتے جاؤ وہ بھی حدیث۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ والضحیٰ کا دیدار کرلیا یا تصور کرلیا وہ بھی حدیث ہے۔ارے(پیارے!) میں تو کہتا ہوں اگر کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبہ اقدس کا بیان کردے تو وہ بھی حدیث ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زلف مبارک کا کوئی تذکرہ کردے،تو خدا کی قسم!وہ بھی حدیث ہے۔اور کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی تذکرہ کردے تو وہ بھی حدیث ہے،شفقتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی تذکرہ کردے تو وہ بھی حدیث ہے۔

تو معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا بیان بھی حدیث ہے۔

چناں چہ حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔

ترجمہ:حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک انتہائی روشن چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا،پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے لگا اور چاند کو بھی دیکھنے لگا(کہ دونوں میں کون زیادہ خوبصورت ہے) اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چاند سے بھی زیادہ حسین نظر آرہے تھے۔(امام ترمذی کہتے ہیں:یہ حدیث حسن غریب ہے،

(ترمذی شریف،کتاب الأدب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب:الرخصۃ فی لبس الحمرۃ للرجال،حدیث نمبر ۲۸۱۱)

معلوم ہوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کا ذکر کردیا جائے تو وہ حدیث،لباس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کردیا جائے تو وہ بھی حدیث۔

(حالاں کہ عموماً) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول،فعل،اور عمل کو حدیث کہتے ہیں

اور حدیث کی ضرورت ہے ورنہ قرآن سمجھ میں نہ آتا، قرآن سمجھے گا وہ کہ جس کے سینے میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہوگا، جس کے سینے میں محبت رسول ﷺ کا جذبہ ہوگا۔

پھر حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی:

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

(بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ونضع الموازین القسط۔ حدیث ۷۵۶۳)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن (یعنی اللہ تعالیٰ کو) بہت پسند ہیں اور وہ دو کلمے ادائیگی میں آسان ہیں اور میزان عمل میں بہت بھاری ہیں اور وہ دو کلمے یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

## تشریح حدیث

اب یہ جو سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو دو کلمے ہیں جو زبان کی ادائیگی میں ہلکے ہیں اور میزان عمل میں بھاری ہیں۔ یہ سرکار مصطفیٰ ﷺ خبر دے رہے ہیں۔

### حدیث بخاری میں خبر مقدم کیوں:

**سوال:** اب آپ لوگوں کو ایک بات بتاؤں کہ خبر مقدم نہیں ہوا کرتا مگر یہاں مقدم ہے اور متبدا مؤخر ہے، ایسا کیوں؟

**جواب:** ایسا اس لیے ہے کہ جب کسی چیز کی اہمیت کو بتانا مقصود ہوتا ہے تو خبر کو مقدم کر دیا کرتے ہیں، جیسے معلوم ہوا کہ حضور سرکار کلاں سید مختار اشرف



اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ آ رہے ہیں تو خبر دی جائے گی کہ وہ آ رہے ہیں جنہوں نے نا جانے کتنے کو فیضان پہنچایا اور اپنی نگاہیں عنایت سے ادنیٰ سے اعلیٰ بنا دیا، اب وہ کون ہیں؟ تو کہا: شیخ المشائخ حضور سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ۔

تو معلوم ہوا جب کسی شخصیت کی اہمیت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے تو خبر کو مقدم کرتے ہیں۔

اب آپ کہو! اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ نے خبر دی۔ آپ حکم بھی تو کر سکتے تھے؟ تاکہ ہر کوئی لازمی طور پر پڑھ لیتا۔ تو جواب ملے گا ''خبر'' میں دوام ہوتا ہے استمرار ہوتا ہے یعنی: اے لوگو! تم پڑھتے رہو۔ اگر حکم کرتے اور ایک بار پڑھ لیتے تو حکم کی تکمیل ہو جاتی مگر نبی کریم ﷺ چاہتے ہیں کہ تم پڑھتے جاؤ۔ (اور ثواب کماتے جاؤ)

## سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ کی فضیلت

پھر کیا فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ دو کلمے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔

یہ بھی نبی کریم ﷺ کا ہمارے اوپر کرم ہے ورنہ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کیا کیا محبوب ہے مگر نبی کریم ﷺ نے بتایا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو کیا محبوب ہے۔

آگے سنیں! اللہ کے محبوب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے محبوب ہیں۔ کس کو؟ رحمٰن کو۔ اور دوسری روایت سے ثابت ہے کہ جو ان دو کلمے کو پڑھ لے گا پڑھنے والا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہو جائے گا۔ (چناں چہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ایک دن میں سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، خواہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(بخاری شریف کتاب الدعوات، حدیث نمبر ۶۴۰۵)

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لیے چن لیا ہے۔یعنی: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

(مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: فضل سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، حدیث نمبر ۲۷۳۱(۸۳))

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام کی خبر دیجیے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ ہے۔

(مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: فضل سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، حدیث نمبر ۲۷۳۱(۸۴))

اسی طرح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جوشخص صبح اور شام میں ایک سومرتبہ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہے۔قیامت کے دن کوئی شخص اس سے اچھا عمل لے کر نہیں آئے گا، سوائے اس شخص کے جس نے وہی کہا ہو جو اس نے کہا ہے یا اس سے بھی زائد مرتبہ اس نے یہ دعا پڑھی ہو۔

(ترمذی شریف، کتاب الدعوات، حدیث نمبر ۳۴۶۹)

اب آپ اندازہ کریں کہ جب ان دو کلمے میں سے ایک کلمہ کی اتنی فضیلت ہے تو پھر دونوں کلمے کی فضیلت کا عالم کیا ہوگا!

معلوم ہوا یہ دو کلمے بھی محبوب اور (ان دونوں کلمے) کو پڑھنے والا بھی محبوب۔(اور خبر دینے والا خود بھی خدا کا محبوب)۔

## میزان عمل کی وضاحت

آگے حضرت شیخ اعظم اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تو یہ دو کلمے ہیں جو ادائیگی میں ہلکے اور میزان عمل میں بھاری ہیں۔



تو یہاں میزان عمل کی بات ہے۔میدان محشر میں میزان ہوگا یعنی ترازو! ارے ترازو کی تو ہمیں ضرورت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو تو سب معلوم ہے۔کون نیکی کرتا ہے، کون برائی کرتا ہے (اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہیں ہے) سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔یہاں تک کہ کون جنتی ہے کون جہنمی ہے اللہ کو سب معلوم ہے۔پھر ترازو کی ضرورت کیا ہے؟ (تو سنو!) اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے۔(کیوں کہ) خدا تو علیم ہے، خبیر ہے لیکن ترازو اس لیے ہے کہ (اے بندے!) اب تک نہیں پہچانے میرے محبوب کو تو اب پہچانو (اب تو میرے محبوب کی عظمت، رفعت، مقام کو جانو!)

"فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبیت دکھائی جانے والی ہے"

اب میدان محشر میں جب بندہ کہے گا اے اللہ! مجھے بخش دے میں نے تیرے محبوب پر درود پڑھا تھا (رب کی رحمت جوش میں آئے گی) رب قدیر کہے گا (جا) بخش دیا (بندہ جھوم کر کہے گا:) میری بخشش ہو رہی ہے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہو رہی ہے۔

"جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا"

**عمل وزن ہونے کی وضاحت:** میزان پر عمل تولا جائے گا۔اچھا بتاؤ! عمل تولا جاتا ہے؟ (کیا مارکیٹ میں ایسا کوئی طریقہ ہے جہاں عمل تولا جاتا ہو؟) ہمارے دل میں کیا ہے تولا جاتا ہے؟ نہیں! کسی نے پانی لاکر دیا، اب لانے والا کیسا ہے ہم نہیں جانتے۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیوانے یہ بھی بتائیں گے چناں چہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی (اوشی چشتی رحمۃ اللہ علیہ) کے لیے جب پانی لینے جاتے تھے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر (چشتی رحمۃ اللہ علیہ) تو (ایک بار ایسا ہوا کہ) ایک ضعیفہ نے کہا کہ پانی گرم کرنے کے لیے آپ اپنی آنکھیں دے دو، چناں چہ حضرت

بابا فرید الدین گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں دے دی اور جب آے اور گرم پانی حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا تو حضرت نے فرمایا: کیا بات ہے کہ آج پانی کے قطرے قطرے میں فرید کا عشق دیکھ رہا ہوں۔

(جب کہ عشق دیکھا نہیں جاتا۔تو بتاؤ میرے پیارے!) جب نا دیکھی جانے والی چیز کو غلام نبی دیکھ سکتا ہے تو پھر میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کا عالم کیا ہوگا۔

"جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا"

میں پوچھتا ہوں اے میزان! تو بتا دے کہ جس وقت داؤد علیہ السلام نے سوچا تھا اور اللہ سے عرض کیا تھا: اے اللہ! میں میزان دیکھنا چاہتا ہوں، تو جب اللہ تعالیٰ نے میزان دکھایا حضرت داؤد علیہ السلام کو تو ساتوں آسمان اور ساتوں زمین سب اسی میں سما گیا۔کہا: اللہ اللہ! اتنا بڑا میزان! کون بھر پاے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: میں جس سے راضی ہو جاؤں گا میں اپنے کرم سے بھر دوں گا۔تو یہ میزان ہے۔

اب میں نے کہا اے میزان! بتا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص پہنچا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست نبوت پر ایمان لایا اور ایمان لانے کی بعد دو قدم آگے بڑھا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا اب بتا اے میزان! کیا اس کے حصے میں کوئی سجدہ ہے؟ کہا: نہیں! اے میزان بتا کیا اس کے حصے میں نماز تھی، روزہ تھا، زکات، حج، وغیرہ تھے؟ کہا: نہیں! تو اے میزان بتا! اس کا کیا ہوگا؟ تو میزان کہے گا اے بندے! اس نے سجدہ نہیں کیا، نماز نہیں پڑھی، حج نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دیا تو کیا ہوا! اس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال تو دیکھا ہے نا؟ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے وہی اس کے لیے کافی ہے۔وہی سب سے بڑا اس کا عمل ہے۔

اور میں تو کہتا ہوں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال بندگی ہے۔چناں چہ آپ نماز پڑھ



رہے تھے مثلاً چار رکعت نماز پڑھ رہے تھے ابھی دو رکعت ہوئی تھی کہ اتنے میں ماں نے یا باپ نے یا بیوی نے بلایا اور آپ چلے گئے پھر انہوں نے آپ کو مارکیٹ بھیجا، آپ مارکیٹ چلے گئے پھر واپس آئے، اب حساب تو کہتا ہے کہ دو رکعت پڑھ چکے ہو اب دو باقی ہے وہ پڑھ لیا جائے، مگر حکم کیا کہتا ہے؟ دو نہیں چار پڑھو! کیوں کہ دو رکعت تیری نماز ہوئی ہی نہیں۔لیکن سنو! (یہ قانون تو ہمارے تمہارے لیے ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو دیکھو کہ) صحابی رسول نماز پڑھ رہے ہیں، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کو بلایا صحابی نماز چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باہر کام سے بھیجا، کام کر کے واپس چلے آئے۔اب بتاؤ کہ صحابی دو پڑھیں گے یا چار؟ سب کہیں گے دو پڑھنا ہے، میں نے کہا: اپنے کام سے نکلو (یا اپنے گھر والوں کے کام سے نکلو) تو چار پڑھو لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام سے نکلو تو دو پڑھو! ایسا کیوں ہے؟ تو جواب ملا: ایسا اس لیے کہ جب ہم اپنے کام سے نکلے تھے تو عبادت سے باہر تھے اور جب صحابی میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام سے نکلے تھے تو عبادت کے اندر تھے۔

اب ذرا دیکھیں! اللہ نے کہا: نماز پڑھو! آپ نے نماز شروع کر دی، نیت کی، تکبیر تحریمہ کہا، پھر ثنا، تعوذ و تسمیہ پڑھا اور عرض کیا اے میرے اللہ! نماز ہو گئی؟ جواب ملا۔نہیں! آگے فاتحہ پڑھ! پھر سورۃ الفاتحہ پھر دوسری سورت پڑھی، عرض کیا: اے اللہ! اب نماز مکمل ہے؟ جواب ملا۔نہیں! اب رکوع کر! پھر رکوع کیا، سجدہ کیا، پھر عرض کیا: اے مولا! اب نماز مکمل ہے؟ جواب ملا۔نہیں! اب ادب سے بیٹھ جاؤ یعنی قعدہ کرو! اب ادب سے بیٹھ گئے۔ پھر عرض کیا مولا! اب کیا نماز مکمل ہوئی؟ جواب ملا: نہیں! اے میرے مولا! اب کیا کروں! جواب ملا: اے میرے بندے! اب اتحیات پڑھو! **التحیات للہ والصلوات والطیبات، السلام**

**عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔**

اب جب آپ نے سلام پڑھ لیا نبی کریم ﷺ پر پھر اس کے بعد عرض کیا :اے میرے پروردگار! اب نماز مکمل ہوئی؟ جواب ملا۔نماز مکمل ہے۔

معلوم ہوا کہ قیام، قراءت، رکوع، سجود، سب انتظار میں ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھا جائے۔اب جیسے ہی پڑھا انتظار ختم۔

(معلوم ہوا کمال بندگی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے)

## بغیر تعظیم نبی کے عبادت مردود ہے

آگے حضرت شیخ اعظم اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اچھا ایک بات اور ہے! اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے اگر اللہ تعالیٰ کہتا پہلے التحیات پڑھو نماز میں۔(پھر رکوع و سجود، قراءت اور قیام وغیرہ کرو!) تب! (کیا کوئی اعتراض کرسکتا تھا؟ بالکل نہیں) لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے قیام، پھر قراءت، پھر رکوع، پھر سجدہ، پھر قعدہ کروانے کے بعد نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھوایا۔

معلوم ہوا پہلے عبادت کرو اور مقبولیت کے لیے نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھو۔

ورنہ دیکھو! شیطان نے خوب عبادت کی، سجدہ پہ سجدہ کیا، چلے پہ چلہ کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: آدم کو سجدہ کرو! اب بتائیں! اللہ تعالیٰ پہلے بھی تو کہہ سکتا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو! لیکن ایسا نہیں کیا، بلکہ پہلے سجدہ کرنے دیا، عبادت کرنے دیا، پھر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے شیطان جھکا نہیں تو رب العزت نے اپنی بارگاہ سے اسے نکال دیا اب شیطان عابد سے کافر ہو گیا۔تاکہ معلوم ہوجائے کہ عبادت، ریاضت اور سجدہ بغیر تعظیم نبی کے مردود ہے۔

ایک بات اور یاد رکھو! اگر بندہ رب العزت کی بارگاہ میں ایک دن ایک ہفتہ ایک



ماہ نہ جھکے (یعنی نماز نہ پڑھے) تو وہ بہت بڑا گناہ گار ہے، بہت بڑا خطا کار ہے، عصیاں شعار ہے، جو کہہ لو سب کچھ ہے مگر کافر نہیں ہے۔لیکن شیطان کو دیکھو کہ سجدہ کرتا رہا، عبادت کرتا ہے، مگر ایک بار حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے نہیں جھکا تو کافر ہو گیا۔

معلوم ہوا بندہ رب العزت کے سامنے نہ جھکے تو خاطی ہے، پاپی ہے، گناہ گار ہے۔لیکن اگر نبی کے سامنے نہ جھکے تو صرف خاطی نہیں بلکہ کافر ہے۔

اب اگر آپ سوال کریں اے اللہ! تیری بارگاہ میں بار بار نہیں جھکے تو گناہ گار، لیکن تیرے نبی کی بارگاہ میں ایک بار نہیں جھکا تو کافر۔ایسا کیوں؟ تو رب قدیر کہے گا: وہ میری بات ہے اور یہ میرے محبوب کی بات ہے۔اب جب محبوب کی بات ہے تو تیرا چلہ نہیں دیکھوں گا بلکہ محبوب کی وفاداری دیکھوں گا۔

اب چونکہ وقت ہو چکا تھا اس لیے حضور شیخ اعظم اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو جمع فرمائی جس سبب آج ہم اور آپ حدیث پڑھ رہے ہیں۔پھر حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے طلبہ سے فرمایا: ایک بار آپ لوگ بھی یہ حدیث پاک پڑھ لیجیے! پھر طلبہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی۔پھر حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے تین بار "سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم" کا ورد فرمایا اور ساتھ میں جملہ سامعین نے بھی ورد فرمایا۔بعدہ۔میرے مرشد کریم حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی دعا ہوئی اور ختم بخاری شریف کی محفل کا اختتام ہوا۔

آخری گزارش: اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اصلاح کرلی جائے۔

طالب دعا: شبیر احمد راج محلی۔

بتاریخ۔۱۰ نومبر، ۲۰۲۱ء بوقت صبح